دوروزہ قومی کانفرنس

بعنوان

انسانی اقدار کے فروغ میں جنوبی ہند کے صوفیائے کرام کی خدمات

مورخہ: 17،18 / مارچ 2018

منجانب

انجمن ترقی اردو ہند، شاخ شیموگہ

باشتراک

کرناٹک اردو اکادمی، بنگلور۔

Two Days National Conference

on

Contribution of Sufi saints of South India in the promotion of Human values

Organised by

Anjuman-e-Taraqqi-e-Urdu Hind, Branch Shimoga,

in collaboration with

Karnataka Urdu Academy, Bangalore.

Mob : 9980476200

دوروزہ قومی کانفرنس

بعنوان

انسانی اقدار کے فروغ میں جنوبی ہند کے صوفیائے کرام کی خدمات

مجلس مشاورت :

☆ پروفیسر مظفر شہ میری، وائس چانسلر، ڈاکٹر عبدالحق اُردو یونیورسٹی، کرنول

☆ ڈاکٹر سید قدیر ناظم سرگروہ، چیرمین کرناٹک اُردو اکاڈمی، بنگلور

☆ پروفیسر م۔ن۔سعید، سابق صدر شعبہ اُردو، بنگلور یونیورسٹی

☆ پروفیسر ایس۔مسعود سراج، سابق صدر شعبہ اُردو، میسور یونیورسٹی

☆ پروفیسر سید سجاد حسین سابق صدر شعبہ اُردو، مدراس یونیورسٹی، چنئی

☆ پروفیسر عبدالحمید اکبر، سابق صدر شعبہ اُردو، گلبرگہ یونیورسٹی

☆ پروفیسر ایس۔اے۔ستار، صدر شعبہ اُردو، ایس۔وی۔یونیورسٹی

☆ ڈاکٹر فاطمہ زہرہ وظیفہ یاب پرنسپال، گورنمنٹ فرسٹ گریڈ کالج، ہاسن

☆ پروفیسر سی۔سید خلیل احمد، صدر انجمن ترقی اُردو ہند، شاخ شیموگہ

مجلس ادارت

☆ ڈاکٹر سی۔سید خلیل احمد، صدر، انجمن ترقی اُردو ہند، شاخ شیموگہ

☆ جناب محمد عابداللہ اطہر، نائب صدر، انجمن ترقی اُردو ہند، شاخ شیموگہ

☆ جناب م۔پ۔راہی، رکن، انجمن ترقی اُردو ہند، شاخ شیموگہ

☆ ڈاکٹر ریاض محمود، رکن، انجمن ترقی اُردو ہند، شاخ شیموگہ

☆ ڈاکٹر محمد نصر اللہ خان، معتمد، انجمن ترقی اُردو ہند، شاخ شیموگہ

☆☆☆

انسانی اقدار کے فروغ میں تصوف واحسان کی اہمیت ومعنویت

(حضرت مولانا سید شاہ صبغت اللہ بختیاریؒ کی تحریروں اور ملفوظات کی روشنی میں)

ڈاکٹر سید وصی اللہ بختیاری عمری
شعبۂ اردو، گورنمنٹ ڈگری کالج، رائے چوٹی ضلع کڈپہ، آندھرا پردیش۔

اسلام دینِ حق اور دینِ فطرت ہے، یہی وہ مذہب ہے جو انسانی اقدار کا ضامن ہے۔ انسانی حقوق کا تحفظ اور انسانیت کی فلاح و بہبود اور انسانی اقدار کا حقیقی فروغ اسلام کے عین مطابق بلکہ اسلام کی روح تصوف ہی کے ذریعہ ممکن ہے۔ اسلامی تصوف وہ ہے جو کتاب و سنت کے عین مطابق ہو اور شریعتِ مطہرہ کے سر مو خلاف نہ ہو۔ اسلامی تصوف' اسلام کی حقیقی عملی شکل پر مشتمل اور روحِ اسلامی پر مبنی ہوتا ہے۔ انسانی اقدار کو فروغ دینے میں اور اخلاقی اقدار کو پروان چڑھانے میں تصوف کو بنیادی اور کلیدی مقام حاصل ہے۔ تصوف کے مترادف کے طور پر احسان وسلوک اور تزکیہ واحسان کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ انہیں معنوں میں عرفان ومعرفت بھی مستعمل ہیں۔

تصوف' عرفانِ ذات اور معرفتِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے جس کے لیے حقوق اللہ، حقوق العباد اور حقوق النفس کا حسن وخوبی کے ساتھ ادا کرنا ضروری ولازمی ہے۔ ان حقوق کی ادائیگی میں کسی بھی قسم کا تغافل اور کوتاہی احکامِ اسلام کی صریح خلاف ورزی ہے، جس سے انسانی اقدار کے زوال ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تصوف میں حقوق کی ادائیگی کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ عرفانِ ذات اور معرفتِ خداوندی ،عبد اور معبود کے رشتہ کو استوار کرنے کے ساتھ ساتھ "الخلق عیال اللہ" (تمام مخلوق خدا کا کنبہ اور خاندان ہے) کے تحت خلقِ خدا سے محبت کو بھی عبادت کا درجہ دیا گیا کہ جس سے رب کا تقرب حاصل ہوتا ہے اور مخلوق کی خدمت اور عالمِ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے کیے جانے والے تمام کام رضائے الٰہی کا باعث قرار دئے گئے ہیں۔

بلاشبہ انسانی اقدار کے فروغ کے لیے صوفیائے کرام کی خدمات انسانی تاریخ کا ایک روشن باب اور تابندہ پہلو ہے۔ صوفیائے صافیہ نے اس سلسلے میں بہت اہم کارنامے انجام دیے۔ قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی اور دیگر تمام سلاسلِ صوفیہ میں قدرِ مشترک کے طور پر عظمتِ انسانی کا تصور ملتا ہے۔ سبھی نے انسانی اقدار کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ اس سلسلہ میں صوفیائے کرام کا یہ کارنامہ ہے کہ انہوں نے اپنے کردار وعمل سے اس کا عملی ثبوت دیا۔ تمام انسانوں کو صرف انسانیت کی بنیاد پر گلے لگایا۔ انسانوں میں کسی بھی بنیاد پر کسی بھی قسم کی تفریق اور بھید بھاؤ کے بجائے صوفیہ نے انسان کو محض انسان سمجھا اور انسانیت کی بنیاد پر ہر انسان سے محبت کو عبادت تصور کیا۔ صوفیائے کرام نے انسانی اقدار کے فروغ میں نہ کوئی کسر چھوڑی اور نہ کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا۔ محبت ، اخوت، مروت ، شرافت، وفاداری، بلند اخلاقی، کشادہ دلی، امانت داری، دیانت داری، خداترسی، تقوی شعاری، صلحِ کُل، احترامِ آدمیت، ہمدردی، دردمندی اور خیر خواہی وغیرہ ایسے اعلیٰ انسانی اقدار ہیں جو آفاقی طور پر ہر جگہ محمود، مطلوب اور مقصود ہیں۔

جنوبی ہند کے مشہور ومعروف عالمِ دین اور صوفی بزرگ داعیِ احسان حضرت مولانا سید شاہ صبغت اللہ بختیاری علیہ الرحمۃ (1910-1993) تصوف اور مطالعۂ تصوف کے حوالے سے اہمیت کے حامل ہیں۔ انہوں نے اسلامی تصوف اور رسوم و رواج کے بغیر حقیقی روحِ تصوف یعنی احسان وسلوک اور تزکیہ نفس واصلاحِ باطن کی دعوت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ ان کی ولادت ۱۹۱۰ء میں رائے چوٹی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد جامعہ نظامیہ میں چھ سال تعلیم حاصل کی۔ پھر دارالعلوم دیوبند میں چھ سال تعلیم حاصل کر کے فضیلت کی سند حاصل کی۔ مولانا احمد علی راشدی لاہوری کے ہاں لاہور میں ایک سالہ تفسیر قرآن کا کورس کیا۔ لاہور اور دیوبند دونوں مقامات پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ان کے ہم درس اور رفیق رہے۔ تعلیم کے دوران اور اس کے بعد تحریکِ آزادیِ ہند میں سرگرم رہے اور دومرتبہ جیل گئے۔ جامعہ دارالسلام عمرآباد میں بارہ سال تفسیر اور فقہ وادب کی تدریس پر مامور رہے۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے جب تحریکِ اسلامی شروع کی تو اس سے ابتداء ہی سے وابستہ ہوگئے۔ جماعتِ اسلامی کے اراکین تاسیسی میں شامل رہے۔ جنوبی ہندوستان کے امیر اور قیم

رہے۔ تقسیم کے بعد ہندوستان میں رہنے کو ترجیح دی اور جماعت اسلامی سے علیحدہ ہوگئے۔ رائے چوٹی میں چند سالہ قیام کے بعد جامعہ باقیات صالحات ویلور میں تقریباً بیس سال حدیث وتفسیر پڑھاتے رہے۔ بعد ازاں سلوک وتصوف کی طرف پوری طرح متوجہ ہوگئے اور ایک ادارہ معہد احسانی قائم کیا۔ اس ادارہ کے قیام کے مقاصد میں یہ بات اہم تھی کہ ایمان واسلام کے بعد حقیقتِ احسان کی دریافت۔ قلبِ سلیم کے لیے قرآن وسنت سے ماخوذ مجاہدہ تاکہ امتِ مسلمہ میں اصلاحِ باطنی کا شعور پیدا ہو۔ روحانیت اور مادیت کا ایسا حسین امتزاج ہو جس سے انسانیت میں اعتدال آجائے۔ کتاب وسنت کی روشنی میں انسانی زندگی کی مشکلات کو حل کیا جائے جس سے موجودہ انسانیت کو روشن دماغی کے ساتھ روشن ضمیری بھی نصیب ہوجائے۔

مولانا بختیاری نے انسانی اقدار کے فروغ کے لیے صوفیہ کرام کے اس طرزِ عمل کا ذکر کیا ہے کہ کس طرح محاسن کو فروغ دینے اور معائب کو ختم کرنے کے لیے کس طرزِ عمل کو اختیار کیا جاتا ہے۔

''.....تزکیہ کی دو جہتیں ہیں۔ ایک جہت سلبی اور منفی ہے اور وہ ہے تخلیہ عن الرذائل۔ دوسری جہت مثبت اور ایجابی ہے، تجلیہ بالفضائل۔ مثلاً ایک شخص ہے اس میں رذیلہ بخل ہے، اس کو اس کے قلب سے کیسے نکالا جائے اور اس کے بدلہ فضیلت سخاوت کیسے دل میں داخل کیا جائے۔ حسی اور عقلی دلائل سے اس پر ایک صفت کا مذموم ہونا اور دوسری کا محمود ہونا ہم نے ثابت کر دیا لیکن اس کے قلب پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اب کیا کیا جائے؟۔ اس کے لیے اس کے وجدانِ قلبی کو بیدار کیا جائے اور قرآن وحدیث سے جو کچھ اور جیسا کچھ مستفاد ہوتا ہے، اس کو ایسے اسلوب کے ساتھ جو سادہ اور فطری اسلوب بیان ہو، بتایا جائے تو اس کے قلب پر ہو جاتا ہے۔ یہ وجدانیات کا فن ہے۔ جس میں قلب کی صلاحیتوں کو ترتیب معنوی کے ساتھ ابھارا جاتا ہے۔ اس کے مناہج ہیں۔ مدارج ہیں۔ معارج ہیں۔ اس پر علامہ ابن قیم کی مدارج السالکین اور اغاثۃ اللہفان اور طریق الہجرتین سے ہم نے ایسے افادات مرتب کر لیے ہیں جن سے ہم کام کرتے ہیں۔'' (داعی احسان، ص:40)

تصوف کی ماہیت اور اس کی غرض وغایت پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا بختیاری انسانی اقدار کے سلسلے میں لکھتے ہیں:

''.....امتِ مسلمہ کے لیے چار چیزیں ہیں۔ قرآن، حدیث، فقہ اور تصوف۔ ان سے متعلق چاروں علوم کی تکمیل ہونی چاہیے اور ان چاروں کا ایک دوسرے ربط واضح ہونا چاہیے۔ قرآن وحدیث اصل ہیں۔ فقہ وتصوف اس کی فرع ہیں۔ یعنی فقہ وتصوف کی تنقیح، تصحیح، تشریح اور توضیح ایسے دلنشیں پیرایہ میں کی جائے کہ جس کی وجہ سے فکرِ دینی نکھر کر سامنے آجائے اور جو غلط چیزیں، عجمی قوموں کے اختلاط اور بت پرستی اور مادہ پرستوں کے ارتباط سے گھس آئی ہیں، ان کو چھانٹ دیا جائے اور اس طرح وہ تمام رسوم وعادات جو مشرکانہ اثرات کی وجہ سے اور کافرانہ خرافات وعصبیت کے قبیل سے ہیں، ان کی اصلاح کی جائے اور خصوصی طور پر عوام کی غفلت وجہالت اور خواص کی مداہنت اور غلط رواداری اور مفاداتِ ماسوا کو یکسر بدل دیا جائے۔ اس طرح دینِ خالص کی دعوت وتبلیغ کی جائے جو موجودہ انسانیت کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاء کے مطابق بنا سکے اور اس میں اس حکمتِ بالغہ سے کام لیں جو سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرتِ صحابہ سے اور سلفِ صالحین سے منقول چلی آرہی ہیں۔ آج جو بے راہ روی اور مصائب ومشکلات پیش آرہی ہیں، ان کا صحیح معنی میں مداوا ہوسکے۔

آج ایمانی افکار کے لیے اور اس کی نشر و اشاعت کے لیے جتنی مساعی جمیلہ ہو رہی ہیں، وہ سب قابلِ قدر ہیں اور اس کے صحیح قد وخال اپنانے کے لیے جو کوششیں اور کاوشیں کی جارہی ہیں، وہ سب قابلِ تعریف ہیں۔ لیکن ان سب کے باوجود کیا بات ہے کہ ظاہر وباطن

کی ناہمواری برابر باقی ہے؟۔ ہمارا خیال ہے کہ کردار و عمل کی کمزوری اور فکر ونظر کی ہمواری اس طرح دور ہو سکتی ہے کہ درجۂ احسان کے حصول کی طرف توجہ کی جائے۔ ایمانیات اور اسلامیات کے ساتھ احسانیات کی بھی تبلیغ ہونی چاہیے جس کے ذریعہ انسان زندگی کے سارے شعبے اس سے معمور ہو جائیں جس کو حدیث شریف میں کہا گیا ہے: ''ان تعبد اللہ کانک تراہ، فان لم تکن تراہ فانہ تراک''۔ اگر یہ مقام استحضار بندہ کو حاصل ہو جائے کہ در حقیقت خالق و مالک پروردگار کی ہستی ہے، جس کی بندگی سے ہماری ساری زندگی رنگین ہونی چاہیے۔ حسی اور معنوی حیثیت سے تمام علمی اور عملی طور پر یہ روح کارفرما ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و موجود ہے۔ اس کے بغیر ہماری ساری ظاہر داریاں، ظاہر بینیاں اور ظاہر آرائیاں سب کچھ ہیچ ہیں۔ ع عشق نہیں تو شرع و دیں بت کدۂ تصورات

لہٰذا ہم ایسی انسانی زندگی کی تشکیل چاہتے ہیں جو ایمانی اور اسلامی تقاضوں کے ساتھ احسانی مرتبہ پر فائز المرام ہو اور بزرگانِ سلف کا جو ذخیرۂ علمی اور اسوۂ عملی ہمارے پاس موجود ہے، اور ان کی فنی و علمی اصطلاحات سے بھرپور ہے، اس کو سہل کر کے ایسے اسلوب میں پیش کیا جائے کہ جسے علمی مرتبہ کر لیں اور عملی مرتبہ میں اس کے نقشہ میں ڈھل جائیں۔

اہل تصوف کے جتنے مکاتب فکر گذرے ہیں ان سب کو دور حاضر کے دل و دماغ کے لیے عام فہم بنایا جائے اور جو چیزیں کتاب و سنت سے غیر ہم آہنگ ہوں ان کو چھانٹ دیا جائے اور مسلمات کو نہایت جاذب توجہ اور جاذب نظر اسالیب میں پیش کیا جائے۔

مولانا بختیاری نے صوفیائے کرام کے طرز عمل اور نقطۂ نظر کو واضح کرتے ہوئے انسانی اقدار کے بارے میں سیرت کی اس رہنمائی پر زور دیا ہے کہ:

''عصرِ حاضر میں انسانی معاشرے کا سب سے بڑا المیہ و سانحہ یہ ہے کہ انسان کے دل کا دماغ سے رشتہ ٹوٹ چکا ہے۔ جسم سے روح کا تعلق ختم ہو چکا ہے، دین کا دنیا سے ناطہ کٹ چکا ہے اور علم و عمل میں زبر دست تضاد پایا جا رہا ہے۔ اس کا واحد حل سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی معاشرے کو تباہی و بربادی سے بچانے اور دنیوی کامرانی و اخروی کامیابی کے لئے نہایت منفرد فکر و جامع نظریہ سے نوازا ہے، جس کی حیثیت خود معجزہ کی ہے۔ دنیا کے کسی مذہب، فلسفہ، نظریہ، ازم اور شخصیت میں اس کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔ وہ منفرد فکر اور جامع نظریہ یہ ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات کے ذریعہ دل و دماغ میں جامعیت کا نظریہ عطا کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے جسم و روح میں مطابقت پیدا کی۔ علم و عمل میں تضاد کو ختم کر کے علم کو عمل سے مربوط فرمایا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں دین و دنیا کی تفریق مٹا کر دین و دنیا میں تطبیق دی اور واضح فرمادیا کہ آخرت کی کامیابی کا انحصار دنیوی امور کے درست ہونے پر ہی ہے۔ لہٰذا دنیا کو آخرت سے، دماغ کو دل سے، جسم کو روح سے، اسی طرح علم کو عمل سے جدا کرنا تباہی و بربادی ہے، جس سے عصر حاضر دوچار ہو رہا ہے۔''

جس طرح انسان کے جسمانی امراض ہوتے ہیں، اسی طرح انسان کا باطن بھی علاج کا طالب ہے تاکہ باطن بھی صحت مند رہ سکے، گویا صحت جسمانی کے ساتھ صحت روحانی بھی ضروری ہے۔ دادا حضرتؒ نے تزکیہ نفس کی اہمیت پر ایک ملفوظ میں اس طرح ارشاد فرمایا:

'' اللہ تعالیٰ نے انسان میں جسمانی امراض سے بچنے اور دفاع کرنے کے لئے قدرتی طور پر

مدافعانہ قوت ودیعت کیا ہے اور اس قوتِ مدافعانہ کی بدولت انسان خارجی جراثیم (Bacteria) کے حملوں سے محفوظ رہتا ہے ، جسے طبی اصطلاح میں (Immunity) کہا جاتا ہے عام طور پر اسی قوت مدافعانہ میں کمی بیشی مرض کا سبب بنتا ہے اور مرض پر قابو پانے کے لئے احتیاتی تدابیر کی جاتی ہیں جیسے (Anti biotic) دوا کا استعمال، پرہیز، غذا میں احتیاط اور جسمانی ورزش جسمانی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ناگزیر ہیں، اسی طرح روحانی امراض ہوتے ہیں جیسے حسد، بغض، تکبر، تعصب اور نفاق ان روحانی امراض سے بچنے اور دفاع کرنے کے لئے روحانی قوت (Spirituality) ازحد ضروری ہے، جسے اسلامی اصطلاح میں تزکیۂ نفوس کہا جاتا ہے۔''

انسانی اقدار اور صوفیائے کرام کے طرزِ عمل کے سلسلے میں مولانا بختیاری کا ایک ملفوظ اہمیت کا حامل ہے:

''دادا حضرتؒ نے حضراتِ صالحین سے متعلق ایک مرتبہ فرمایا کہ ان حضراتِ صالحین نے امتِ مسلمہ کو تحلیہ بالفضائل یعنی صفاتِ فضیلہ تقویٰ، اخلاص، توکل علی اللہ اور صبر وشکر سے آراستہ و پیراستہ کرنے اور تخلیہ عن الرذائل یعنی صفاتِ رذیلہ تکبر، حسد، نفاق، تعصب اور حرص سے بچانے کی کوشش میں اپنی زندگیاں لگادیں اسی طرح دادا حضرتؒ نے اپنے ایک ملفوظ میں فرمایا ہے کہ اسلام کے تین شعبہ جات ہیں: ایمانیات، اسلامیات اور احسانیات۔ ایمانیات سے مراد عقائد و افکار ہیں اور شعبۂ اسلامیات، عبادات، معاملات اور معاشرت پر مشتمل ہے۔ احسانیات یعنی اخلاقیات وروحانیت۔ اسلام کے شعبہ ایمانیات یعنی عقائد اور افکار کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے علم الکلام کی ضرورت ہے اسلام کے شعبۂ اسلامیات یعنی عبادات، معاملات اور معاشرت کا صحیح علم علمِ فقہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح اسلام کے شعبۂ احسانیات یعنی اخلاقی اور روحانی پہلو کو سمجھ کر عمل پیرا ہونے کا انحصار علمِ احسان اور سلوک پر ہے۔ غرض کہ اسلام کے صحیح فہم اور دین کامل پر کاربند ہونے کے لئے ان تین علوم علم الکلام علم الفقہ اور علم الاحسان ناگزیر ہیں۔''

دادا حضرتؒ نے ایک اور ملفوظ میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے فطرتِ انسان میں دونوں قسم (اعلیٰ وادنیٰ) جذبات رکھے ہیں۔ جذباتِ عالیہ وصالحہ، غور وفکر اور حفظ ونگہداشت کے محتاج ہیں۔۔ ان کے نشوونما کے لئے محنت وریاضت درکار ہے۔ اس کے برخلاف ادنیٰ وسفلی جذبات خود بخود آسودگی و بالیدگی اور ذائقہ ومزہ حاصل کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ انسان کو ان سفلی وادنیٰ جذبات کے تعاون کے سلسلے میں محنت ومشقت تو درکنار تھوڑی بہت کوشش وکاوش کی بھی ضرورت نہیں پڑتی، اس کی مثال اس طرح ہے، جس طرح اناج وغلّہ اور پھول وپھل کی دستیابی وحصولیابی کے لئے تخم ریزی وآبیاری کی ضرورت ہوتی ہے، اس کے بر خلاف گھاس پھوس اور کانٹوں وجھاڑیوں کے حصول کے لئے کسی محنت ومشقت کی قطعاً ضرورت نہیں پڑتی۔ بلکہ وہ اپنے آپ اُگ جاتے ہیں۔ اس آیتِ کریمہ میں اسی حقیقت کو پیش کیا گیا ہے: ''وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا. فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا. قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا . وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا.'' (انسان اور اُس ذات کی قسم جس نے اُس کو درست بنایا، پھر (بدکاری وپرہیزگاری دونوں باتیں) دی گئی ہیں، (جس نے اپنی روح کو پاک کیا وہ مراد کو پہنچا، اور جس نے آلودہ کیا وہ گھاٹے میں رہا۔) (سورۂ شمس: ۷تا۱۰)

حضرت مولانا بختیاری نے ایک ملفوظ میں اس طرح فرمایا ہے، جس طرح انسان کی جسمانی ضروریات چار ہیں یعنی ماکولات، مشروبات، ملبوسات اور دیگر اشیائے استعمالات اسی طرح انسان کی روحانی ضروریات بھی چار ہیں یعنی عقائدِ صحیحہ، اعمالِ صالحہ، اخلاقِ حسنہ اور نیتِ خالصہ۔ اور فرماتے تھے:

''اگر انسان ان جسمانی ضروریات اور روحانی

ضروریات میں اعتدال وتوازن برقرار رکھتا ہے تو دنیا اور
آخرت میں کامیاب وکامران ہوتا ہے۔"

اس ملفوظ کی وضاحت مولانا بختیاری کے ایک اور ملفوظ سے یوں ہوتی ہے:

"درحقیقت انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے۔ انسان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ جس طرح اپنے جسم کو آرام پہنچانے کی فکر کرتا ہے، اچھی اچھی غذائیں کھاتا ہے، مزے دار مشروبات سے لطف اندوز ہوتا ہے، عمدہ عمدہ لباس زیب تن کرتا ہے، عالی شان عمارتوں اور بنگلوں میں رہتا ہے، اور بہتر سے بہتر طریقے استعمال کر کے اعضائے جسمانی کو آراستہ و پیراستہ کرتا ہے، اسی طرح روح کی غذا اور اس کے آرام وراحت کا بھی خیال کرنا اس پر لازم اور ضروری ہے۔ اعتدال والا راستہ یہ ہے کہ انسان جسم اور روح دونوں کی غذا، ضرورت اور آرام کا خیال ملحوظ رکھے۔ روح کی غذا جیسا کہ ذکر گذر چکا ہے، عقائد صحیحہ، اعمالِ صالحہ، اخلاقِ حسنہ اور نیتِ خالصہ ہیں۔"

بہ اعتبارِ مجموعی یہ بات قطعیت کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ صوفیائے کرام نے انسانی اقدار کے فروغ اور روحانیت کے عام کرنے میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آج مادیت کے غلبہ اور نفسانفسی کے دور میں صوفیائے کرام کی تعلیمات کے مطالعہ کی ضرورت ہے تاکہ اعلیٰ صفات، مطلوبہ اوصاف اور انسانی واخلاقی اقدار فروغ پاسکیں۔

دو روزہ قومی کانفرنس

بعنوان

انسانی اقدار کے فروغ میں جنوبی ہند کے
صوفیائے کرام کی خدمات

مورخہ: 17،18 / مارچ 2018

منجانب

انجمن ترقی اردو ہند، شاخ شیموگہ

بہ اشتراک

کرناٹک اردو اکادمی، بنگلور۔

Two Days National Conference

on

Contribution of Sufi saints of South India in the promotion of Human values

Organised by
Anjuman-e-Taraqqi-e-Urdu Hind, Branch Shimoga,
in collaboration with
Karnataka Urdu Academy, Bangalore.

Malnad Urdu Press Mob : 9980476200